# ادبی مصادر میں آثار عمرینؓ

## آثار عمرؓ

جناب ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی صاحب پروفیسر شعبۂ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو برہان ماہ جولائی ۱۹۷۳ء

۱ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تن آسان گزران سے ناواقف ہوں؟ یہ ہے لیلا کے قورمہ کے ساتھ میدہ کی روٹی۔ البیان والتبین ۔ ج ۱ ص ۱۸

الحیوان ج ۵ ص ۴۸۱ اور البخلاء ج ۲ ص ۱۶۲ جاری

توضیح: ایک جگہ رقیق العیش کے بجائے طیّبات ہے۔ مطلب یہ کہ تم سمجھتے ہو کہ میں خوش رنگ سگند و لذیذ کھانوں سے ناواقف ہوں؟ یہ ہے لیلا کے قورمہ کے ساتھ چھنے ہوئے باریک آٹے کی روٹی۔

اس پر جاحظ کا تبصرہ ہے: خلفاء، حکمرانوں کی بوجھ سوجھ اور ان کے فیصلہ کی قوت عام لوگوں (رعیت) کی فراست و فہم سے زیادہ دور بیں اور گہری ہوتی ہے۔ وہ خوش گزراں زندگی سے واقف ہوتے ہیں۔ چاہیں تو اختیار کریں۔ چاہیں تو ترک کریں۔ عمرؓ تن آسان زندگی کی طویل ملتی مضرتوں سے واقف تھے۔ اس لئے عمداً ایسی اشیاء کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

۲ عمرؓ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ ژولیدہ بیان و کج مج زبان ہے تو کہتے: اللہ تعالیٰ ہی میں یہ قدرت ہے کہ وہ عمر جیسے خوش بیان وزیرک اور اس جیسے گنگ سا کو پیدا کر سکے۔

البیان والتبیین ج ۱ ص ۳۹ ۔ الحیوان ج ۵ ص ۵۸۷

حافظ نے یہ اثر البیان میں محمد بن سلام جمحی م ۲۳۱ سے اور الحیوان میں عبداللہ بن ابراہیم بن قدامہ جمحی سے نقل کیا ہے ۔ دونوں میں نہایت خفیف سا اختلاف ہے ۔

اس سے ظاہر ہے کہ عمر فصیح اللسان تھے ۔ الف ۔ اور یہ کہ اللہ جامع الاضداد ہے ۔

ب ۔ اور بقول شیخ ابراہیم ذوق ؎

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوق اس جہاں کو زیب اختلاف سے

سعدی نے شاکلات وتقابلیات کے فرق کو جس فن کارانہ اسلوب میں بیان کیا ہے وہ قابل دید وشنید ہے ۔ دو بیتیں بطور نمونہ حاضر ہیں :

یکے مقبل وعاقل وہوشیار — یکے مدبر وجاہل وشرمسار
یکے رابروں رفتہ اندازہ مال — یکے در غم نان وخرچ عیال

اردو میں نظیر اکبر آبادی کی نظم " آدمی " بھی اس سلسلہ میں دیکھی جا سکتی ہے ۔

۳ عرب قبل اسلام میں قبیلہ اوس کی ایک عورت اپنے حسنِ ذوق وخردمندی میں مشہور تھی ۔ اس سے پوچھا گیا کہ باعتبار خوبی وزیبائی کونسا منظر بہتر ہے ؟ اس نے جواب دیا : سرسبز وشاداب باغ میں سفید حویلی (اجلی حویلی)

جب یہ خبر عمرؓ کو سنائی گئی تو آپ نے دورِ جاہلی کے ایک شاعر عدی بن زید عبادی کا شعر سنایا ۔ عدی نے عورتوں کی مدح میں جو شعر کہے تھے ان میں سے عمرؓ نے جو شعر سنایا اردو میں اس کا مطلب غالباً اس طرح ادا ہو سکے : وہ ایسی ہے جیسے کمانی دار محراب میں ہاتھی دانت سے ترشی ہوئی گڑیا سجی ہوئی ہو ۔ یا (وہ ایسی ہے) جیسے کسی ایسے سبزہ زار میں رکھا ہوا انڈا جس میں سرخی مائل (یا مائل بسفیدی) پھول کھلے ہوں ۔

البیان والتبیین ۔ ج ۱ ص ۴۵

عمرؓ نے جو بیت سنائی اس کے بعد والی بیت بھی قابل توجہ ہے۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو
رغبۃ الآمل من کتاب الکامل۔ سید بن علی مرصفی۔ مصر ۱۳۴۷ھ۔ ج ۶ ص ۱۷۸۔
اس کا مطلب ہے: ان کے جسم کو ایسے لباس نے زینت دی ہے (جس کے اندر سے ان کے متناسب اعضا رجھلک رہے ہیں) ان کے ریشمی کپڑے مشک میں بسائے گئے ہیں۔ ان کی پرورش خوشبودار، خوش رنگ وخوش مزہ غذا سے ہوئی ہے۔

۴ ابو زید سہیل اسلام قبول کرنے سے پہلے رسول اللہ صلعم کے مخالف تھے۔ ابو زید کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ یہ قریش کے ایک زبان آور خطیب تھے۔ (رسول اللہ صلعم کے مخالف ہونے کی وجہ سے) عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپ سہیل کے نیچے کے دو اگلے دانت اکھڑوا دیجے کہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور وہ آپ کے خلاف تقریر کرنے کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اس پر آپ صلعم نے فرمایا: میں کسی شخص کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کروں گا۔ ایسا کروں تو اللہ مجھے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا خواہ میں نبی ہی کیوں نہ ہوں۔ عمر! تم اس وقت سہیل سے تعرض نہ کرو کیا عجب کہ تم اس کو ایسے مقام پر خطبہ دیتے دیکھو جس سے تم کو خوشی ہو۔

(رسول اللہ صلعم کی یہ پیش بینی درست ثابت ہوئی چناں چہ) جب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اہل مکہ میں امارت کے بارے میں ہیجان برپا ہوا تو سہیل مجمع میں کھڑے ہوئے۔ خطبہ دیا۔ اس میں کہا: لوگو! اگر محمد صلعم وفات پا گئے تو کیا ہوا۔ اللہ تو زندہ ہے۔ وہ کبھی نہیں مرے گا۔ تم جانتے ہو کہ خشکی میں میرے اونٹ اور تری میں میری کشتیاں جاری ہیں۔ (تم لوگ میری ثروت ودولت سے واقف ہو) اپنے امیر کو حسب سابق برقرار رکھو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر معاملہ بخیر وخوبی انجام نہ پائے تو اپنا سارا مال تمہیں دے دوں گا۔

سہیل کے اس خطبہ کا یہ اثر ہوا کہ اہل مکہ میں ہل چل باقی نہیں رہی اور سکون ہو گیا۔

جاحظ نے اس ضمن میں سہیل کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے یہ بھی کچھ کم اہم نہیں۔ لکھا ہے:
عمرؓ کے قیام گاہ کے باہر کئی عرب سردار بغرض ملاقات اجازت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

عمرؓ کے یہاں حاضر ہونے کی اجازت دینے والے نے انتظارگاہ میں آکر پوچھا: صہیب ہیں؟ سلمان کہاں ہیں؟ عمار کدھر ہیں؟ یہ سن کر عیینہ سے عرب سرداروں کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ ہم سے فروتر لوگوں کو امیرالمومنین کے یہاں داخل ہونے کی اجازت مل رہی ہے اور ہم بایں سرداری بیٹھے انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔

یہ حال دیکھ کر سہیل نے کہا: تمہارے چہرے کیوں بدل رہے ہیں؟ اسلام کی دعوت ہماری طرح انھیں بھی دی گئی۔ ان لوگوں نے دعوت قبول کرنے میں جلدی کی۔ ہم نے دیر لگائی۔ تم یہاں عمرؓ کے دروازہ پر بیٹھے ان پر حسد کر رہے ہو کہ انھیں تم پر ترجیح دی جارہی ہے (تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ) اللہ نے ان کے لئے جنت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے وہ اس شرف سے کہیں زیادہ ہے۔ البیان والتبیین ج ۱ ص ۵۸، ۳۱۷

ملحوظہ: جاحظ نے سہیل کی بابت درج بالا قول اس واقعہ کی شہادت میں پیش کیا ہے کہ جس کے اگلے دانت گر جاتے ہیں اس کی زبان سے الفاظ ٹھیک طور سے ادا نہیں ہوسکتے۔ اسی ضمن میں وہ عمرؓ کا یہ عمل بھی درج کر گئے ہیں کہ وہ اسلام لانے میں جن لوگوں نے پہل کی تھی ان کو بعد میں اسلام لانے والوں پر ترجیح دیتے تھے۔

"اگر معاملہ ٹھیک طور پر انجام نہ پائے تو میں اپنا مال دے دوں گا" سہیل کے اس قول کا مطلب راقم الحروف پر اچھی طرح واضح نہیں ہوسکا۔ نظر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اشارہ زکاۃ ادا کرنے کا ارادہ کرنے والوں کی طرف ہے۔ اِنّی اسألُ الخبیر ولہ الجزاء۔

لکنت۔ تتو تھلا کی ایک قسم یہ ہے: بعض لوگ شین نقطہ دار کو ادا نہیں کر سکتے اس کی بجائے سین دندانہ دار بولتے ہیں ایسے افراد میں شاعر سُحیم بھی ہے)

۵ سحیم نے عمرؓ کو ایک قصیدہ سنایا۔ اس کے مطلع کا مطلب یہ تھا: تو اب اپنی محبوبہ عُمیرۃ سے لہو ولعب ترک کر دے۔ میں نے اب (برائے جہاد) صبح خیزی کی عادت ڈال لی

ہے۔ یوں بھی بڑھاپا لہو ولعب سے روکنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے لئے کسی اور مانع کی ضرورت نہیں: کفی الشیبُ والاسلام للمرءِ ناھیاً۔
اس پر عمرؓ نے فرمایا اگر تم اسلام کو بڑھاپے پر مقدم کرتے تو میں تمھیں انعام دیتا۔
یہ سن کر سُحیم نے کہا: مجھے اس کا احساس نہیں ہوا۔ "ماشعرتُ" کی بجائے "ماسعرت" کہا۔

البیان والتبیین - ج ۱ ص ۱۷ جاری

توضیح: جاحظ نے عمرؓ کا قول ضمناً نقل کیا ہے۔ اصل مقصد لکنت کی وہ قسم بتانا ہے جس میں شین معجمہ کو بعض لوگ سین دندانہ دار کی طرح ادا کرتے ہیں۔
یہاں قول عمرؓ کے سلسلہ میں یہ خیال رہے کہ عربی بلاغت کی رو سے تحریر یا تقریر میں کسی بات کو پہلے بیان کرنے میں اس کی اہمیت جتانا ہوتا ہے۔ یہ عربی بلاغت کا اکثر یہ ہے کلیہ نہیں۔

۶ عمرؓ سے کہا گیا: فلاں شخص برائی جانتا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا: نادانستگی کی وجہ سے اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ برائی میں گر پڑے۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۹۹ و ج ۲ ص ۳۲۷

الحیوان ج ۷ ص ۲۵۹

تنبیہ: یہاں برائی۔ شر سے مراد شرعی حرمت نہیں کہ وہ ظاہر ہے۔ اس سیاق میں شر سے مراد باصطلاح شرع غالباً مکروہات ہیں۔
واقفیت کے لئے معتبر سماعی شہادت یا ٹھیک مشاہدہ کافی ہے۔ واقفیت کے لئے ذاتی تجربہ لازمی نہیں۔

۷ عمرؓ نے کہا: مجھے کسی موضوع پر کچھ بولنے میں اتنی دشواری نہیں ہوتی جتنی کہ نکاح کا خطبہ دینے میں ہوتی ہے۔
عبداللہ بن المقفع سے اس قول کی توضیح چاہی گئی تو اس نے کہا: اس سے عمرؓ کی مراد

غالباً محفل عقد میں سبھوں کا ایک دوسرے کے آمنے سامنے رو برو ہونا اور باہم دیدوں میں دیدے ڈالنا ہوگا۔ جب وہ سب کے ساتھ بیٹھتے تو وہ بھی سب کے برابر سرابر اور ہر ایک کے ہم درجہ وہم مرتبہ ہو جاتے لیکن جب منبر پر چڑھتے تو سب حاضرین کی حیثیت عامیوں اور پیرووں کی ہو جاتی یہ ان کے حاکم و راعی ہوتے۔

مجھے تو سوائے اس کے اور کوئی توجیہ سمجھ میں نہیں آتی۔

ابن المقفع کی اس توجیہ کو نقل کرنے کے بعد جاحظ نے اس پر اپنا اضافہ اس طرح نقل کیا ہے:

بعض لوگ قول عمرؓ کی اس (غلط) تاویل کی طرف نکل گئے ہیں کہ نکاح کے خطیب کو اس بات سے گریز کرنا ممکن نہیں کہ وہ دُلہا کی پاک بازی و نیک منشی بیان کرے۔ اس لئے شاید عمرؓ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ دُلہا کی خوبی بیان کریں جو اس میں نہیں ہے۔ اگر ایسا کرتے تو اس طرح آپ ایک بات بول جاتے اور جس کی مدح کرتے اس کی قوم کو اس کے متعلق دھوکے میں ڈال دیتے۔

اس کے بعد جاحظ لکھتے ہیں: واللہ! یہ تاویل تو اس صورت میں درست ہوتی کہ خطیب صرف خطبہ نکاح کے لئے ہو۔ رہے عمرؓ یا آپ جیسے ہدایت یافتہ امام تو انھوں نے کبھی کسی کی ستائش کرنے میں ایسا تکلف نہیں کیا کہ جو صفت جس میں نہیں پائی گئی اس کی مدح کریں۔ انھوں نے اسی کی مدح کی جس کا وہ فی الواقع مستحق تھا۔

جاحظ نے اس سلسلہ میں غالباً اپنا یہ مشاہدہ بھی ثبت کیا ہے کہ نکاح کا خطبہ دینے والے اپنے خطبوں میں اکثر اٹک جاتے ہیں اور رکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۱۱۷، ۱۳۴

۸ خالد بن ولید کی وفات پر (سنہ ۱۹ انیس ہجری) عورتیں آہ و زاری کرنے لگیں تو عمرؓ نے کہا اگر وہ آہ و زاری میں غلو کر کے با آواز بلند ہائے وائے کریں، سینہ کوبی کریں اور اپنا

منہ نوچیں تو کوئی حرج نہیں۔

البیان والتبین ۔ ج ۱ ص ۱۲۵ جاری

تنبیہ: کسی کی وفات پر رونا حرام یا مکروہ نہیں ہے البتہ سینہ پیٹنا، منہ نوچنا یا ایسے ہی خود آزاری کی حرکتیں کرنا جائز نہیں۔

۹ ابو بحر صخر احنف م ۶۷ھ بصرہ سے روایت ہے: عمرؓ کہا کرتے تھے: سرداری کی خواہش کرنے سے پہلے سوجھ بوجھ سیکھو۔

عمرؓ یہ بھی کہتے تھے کہ: سرداری سیاہی کے ساتھ خوب ہے۔

البیان والتبین ۔ ج ۱ ص ۱۹۷ و ج ۲ ص ۲۸۶

الحیوان ۔ ج ۱ ص ۸۷ و ج ۳ ص ۴۶۷

توضیح: دوسری روایت کا مطلب ہے: جب بال سیاہ ہوں یعنی جوانی کے زمانہ میں علم کی طلب یا فن میں مہارت حاصل کرلینا چاہیئے۔ بالفاظ دیگر زندگی کے کسی نہ کسی شعبہ کا علم و فن حاصل کرنے کا بہترین زمانہ نوجوانی ہے۔ بڑھاپے میں اس کا حاصل کرنا نہایت دشوار ہے۔

۱۰ ہرم فزاری گاڑھے موٹے کپڑے کی چادر اوڑھے لپٹے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عمرؓ نے دیکھا کہ وہ ایک ٹھینگنے بدہیئت دبلے دُرو آدمی ہیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ اہل عرب ہرم کو جھگڑے چکانے کی صلاحیت اور دانائی میں اپنا پیشوا مانتے تھے۔ عمرؓ کو ہرم کی ہیئت سے تعجب ہوا۔ آپ نے چاہا کہ حقیقت حال دریافت کریں اور اندازہ کریں کہ ان کی بوجھ سوجھ کا کیا حال ہے۔ اس غرض سے آپ نے پوچھا: ہرم! بتاؤ۔ اگر آج بھی عامر و علقمہ منافرت کریں اور تمھیں حکم بنائیں تو تم کیا حکم لگاؤ گے؟

ہرم نے فوراً جواب دیا: امیر المومنین اگر ان دونوں کی بابت ایک لفظ بھی زبان سے نکالوں تو ٹھنڈی پڑی ہوئی دبی آگ کو از سر نو بھڑکا دوں گا۔

یہ سن کر عمرؓ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ اسی دانائی کی وجہ سے اہل عرب اپنے جھگڑے چکانے میں تم کو ثالث بناتے رہے ہیں۔ البیان والتبین ج ۱ ص ۲۴۴ (باقی)